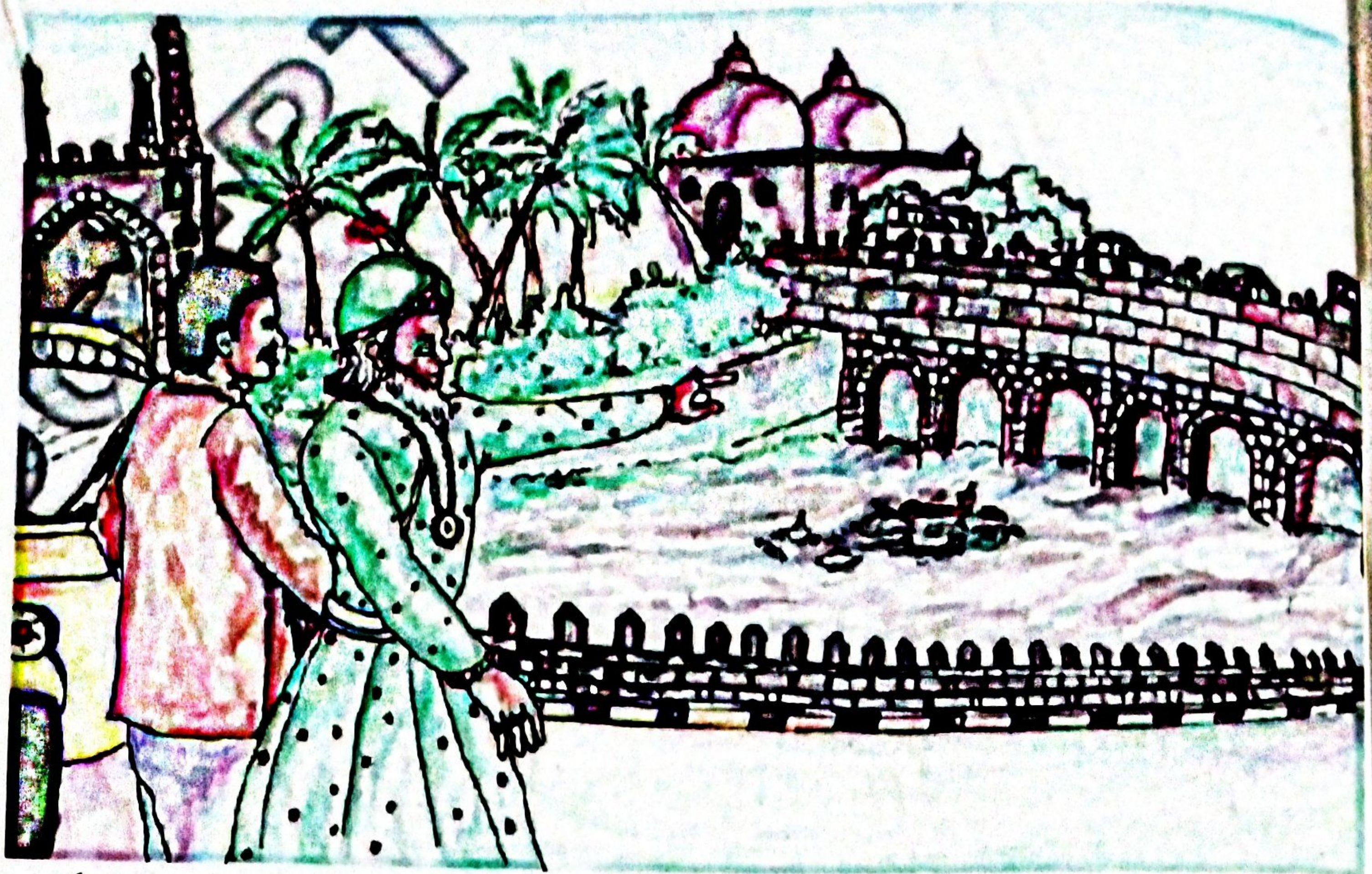

حضرات! میں محمد قلی قطب شاہ ہوں۔ وہی قلی قطب شاہ جس نے اس شہر میں ''چار مینار'' بنوا کر اس شہر کو آباد کیا تھا۔ اگر میرا قصور ہے تو بس اتنا ہی ہے۔ میں چار سو سال بعد اس شہر میں ویسے تو صرف چار دن رہنے کے ارادے سے آیا تھا۔ لیکن اب صرف ایک ہی دن میں واپس جا رہا ہوں۔ اتنا حیدرآباد میرے لیے نہ صرف کافی بلکہ بہت کافی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں چار سال پہلے حیدرآباد کے چار سو سالہ جشن کے موقع پر آنا چاہتا تھا لیکن کیا کروں مجھے نیچے کی دنیا میں آنے کے لیے وقت پر ویزا ہی نہیں ملا۔ میں جب جب ویزا لینے کے لیے گیا تو فرشتوں نے بتایا کہ حیدرآباد کا چار سو سالہ جشن ملتوی ہو گیا ہے۔ جب ہو گا تو تمہیں ویزا دیا جائے گا۔ یوں خالی پیلی وہاں تمہارے جانے کا کیا فائدہ۔ سوچا تو قصور میرا ہی نکل آیا کہ میں نے اس شہر کو بسانے سے پہلے چار مینار کو بنوایا۔ اب حیدرآبادی ہر کام چار کے ہندسے کو ذہن میں رکھ کر کرتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے چار شادیاں کرنے کی بات میں نہیں کرتا۔ حیدرآبادی اپنے شہر کا جشن منانے کا ارادہ کرتے ہیں تو چار سو سال کا اور وہ بھی مناتے ہیں تو چار سال بعد۔ میں تو کیا یہاں ایک انوکھی اور نئی سواری بھی دیکھی جسے آٹو رکشا کہتے ہیں۔ اس میں صرف تین آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے مگر اس میں بیٹھتے چار آدمی ہیں۔ اس سواری کی خوبی یہ ہے کہ اس کے اگلے پہیہ کو کہیں بھی داخل کرنے کی ذرا سا بھی گنجائش نظر آئے تو سالم سواری اس میں بیٹھی ہوئی سواریوں سمیت اس جگہ میں نکل جاتی ہے۔ چار سو سال میں اس شہر نے میرے بعد سائنس کے میدان میں جو ترقی کی ہے اس کی یہ سب سے عمدہ مثال ہے۔ میں نے اس سواری میں بیٹھ کر اپنے بسائے ہوئے شہر حیدرآباد کو دیکھنے کی کوشش کی۔ نتیجہ میں اس شہر کو بالکل نہیں دیکھ پایا۔ کیونکہ جیسے ہی میں کسی کو دیکھنا شروع کرتا تھا تو آٹو رکشا مجھے اچانک اچھال کر میرے منہ کو دوسرے منظر کی طرف کر دیتا

تھا۔ اس سواری کو چلانے والا جہانگیر علی بھی بہت دلچسپ آدمی تھا۔ میں چونکہ رات کے پچھلے پہر حیدرآباد میں وارد ہوا تھا۔ اس لیے پہلے تو آنکھیں مل مل کر دیکھنے کی کوشش کرتا رہا کہ میں کہاں ہوں۔ بعد میں احساس ہوا کہ میں موسی ندی کے کنارے کھڑا ہوں اور غالباً یہی وہ جگہ ہے جہاں سے میں گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ متی سے ملنے جایا کرتا تھا۔ پہلے تو میں اپنے گھوڑے کا انتظار کرتا رہا۔ وہ نہیں آیا تو میں نے بھاگ متی کو پکارنا شروع کردیا۔ بھاگ متی وہ نہیں آئی البتہ جہانگیر علی آ گیا۔ بولا ''میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟'' میں نے کہا ''مجھے اس ندی کے پار کر کے بھاگ متی سے ملنے کے لیے دوسری جانب جانا ہے۔ مگر میرا گھوڑا اب تک نہیں آیا ہے''۔ جہانگیر علی نے مجھے غور سے دیکھا اور کہا ''آپ نے آج غالباً پیاباج پیالہ کچھ زیادہ ہی پی لیا ہے۔ تبھی تو اپنے آپ کو قلی قطب شاہ سمجھ رہے ہو۔'' میں نے کہا ''میں ہوں ہی قلی قطب شاہ''۔ جہانگیر علی نے کہا ''تب تو آج آپ کی سواری میں رہنے کا لطف آجائے گا۔ گھوڑے کو ماریئے گولی اور میرے آٹو رکشا میں بیٹھ جائیے۔ میٹر سے جو کچھ بنے گا وہ دیجیے۔ البتہ ویٹنگ کا چارج الگ سے ہوگا''۔ میں نے کہا ''ویٹنگ کا کیا چارج ہوگا؟'' بولا ''پانچ روپے فی گھنٹہ کے حساب سے لوں گا۔ چار سو سال پہلے سے ویٹنگ کا جو چارج ہوگا وہ آپ دیکھ سمجھ کر دیجیے۔'' میں نے حیرت سے کہا ''چار سو سال کی ویٹنگ!'' بولا ''اور کیا؟ ہم تو رکشہ چلاتے ہیں اور ویٹنگ میں ہی زیادہ کماتے ہیں۔ اور حضور ذرا یہ سوچیے کہ آپ نے اس شہر میں آنے میں کتنی دیر کردی''۔